تقریر

تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

ایمان کی ستّر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر11)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (البقرہ:223)

یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت کرتا ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(درثمین)

معزز سامعین! آج خاکسار ایمان کی ستّر شاخوں میں اُن چند شاخوں کا ذکر اپنی تقریر میں کرے گا جن کا تعلق معاشرے کی فلاح سے ہے۔

معاشرتی فلاح: راستے سے تکلیف دہ چیز (مثلاً کانٹا، پتھر) ہٹا دینا (ایمان کا سب سے ادنیٰ شعبہ)، لوگوں میں صلح کروانا، اور بُرائی سے روکنا۔

راستے سے تکلیف دہ چیز (مثلاً کانٹا، پتھر) ہٹا دینا (ایمان کا سب سے ادنیٰ شعبہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایمان کی ستّر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، جن میں سب سے افضل 'لا الہ الا اللہ' کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔"

(صحیح مسلم)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ کو کوئی بات ایسی بتلائیے جس سے میں فائدہ اٹھاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کرو۔

(صحیح مسلم، باب فضل إزالة الاذی عن الطریق)

راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ

یعنی راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری جلد2 صفحہ 133 مطبوعہ: بیروت)

راستہ کے حقوق بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ، قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

یعنی راستہ کو اس کا حق دو صحابہ کرام نے عرض کیا: راستہ کا کیا حق ہے ؟ یارسول اللہ! فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور اچھائیوں کا حکم دینا، بُرائیوں سے روکنا۔

(صحیح مسلم)

اسلام میں راستہ کے حقوق کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ جو شخص راستہ پر خرید و فروخت کرے اور اسکی وجہ سے راستہ تنگ ہو تو اس شخص سے خرید و فروخت کرنے سے بھی منع کیا گیا کہ ایسی صورت میں اس سے خریدنا گناہ پر مدد کرنا ہے کیونکہ جب کوئی خریدے گا نہیں تو وہ راستہ میں بیٹھے گا بھی نہیں۔

سامعین! اسلام لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دیتا ہے، حتیٰ کہ ایسے کاموں کا بھی حکم ہے جو بظاہر معمولی نظر آتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم الشان ہوتے ہیں۔ راستے کے درمیان حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا یا بیٹھنا آداب کے منافی ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ

خبر دار! راستوں پر نہ بیٹھنا۔ صحابہؓ نے کہا۔ یارسول اللہؐ! ہمیں ان مجلسوں سے چارہ نہیں۔ ہم ان میں باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تم ان مجلسوں سے رہ نہیں سکتے تو رستہ کا حق ادا کرو۔

(متفق علیہ)

راستوں یا سرِ راہ نشست گاہوں میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکا جائے۔ نہ ہی کوئی ایذا دینے والی چیز پتھر یا چھلکے وغیرہ پھینکے جائیں۔ بلکہ اگر کوئی کانٹا، ہڈی، چھلکے یا کوئی تکلیف دہ چیز اور راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والی چیز پڑی ہو تو اسے ہٹا دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ نیکی اور ثواب کا کام ہے اور نفس کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" لوگوں کے حقوق کا خیال اور یہ کہ تم اپنے بھائیوں کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرو اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی شفقت کا سلوک تم سے کرے گا اور تمہاری بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر یہ احسان ہے۔ فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں ڈھانپ لے تو بے چین، تکلیف زدہ اور تنگدستوں کو جس حد تک تم آرام پہنچا سکتے ہو، آرام پہنچاؤ تو اللہ تعالیٰ تم سے شفقت کا سلوک کرے گا۔"

(خطبہ جمعہ 12/ ستمبر 2003ء)

لوگوں میں صلح کروانا

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْا (الحجرات:10)

یعنی اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

آج کل ہمیں جو دنیا کے حالات نظر آتے ہیں اُن میں کہیں ملکوں کی آپس میں جنگ ہے، میاں بیوی کے جھگڑے ہیں، کاروباری جھگڑے ہیں، جائیداد کے تنازعات ہیں کہیں پر بھی یہ نظر نہیں آتا کہ ان کو کوئی حل کر ختم کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صلح طریق سکھائے ہیں اگر اُن کو اپنا لیں تو دنیا کے فساد ختم ہو سکتے ہیں، دنیا کے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" مؤمن کے لئے یہ حکم ہے کہ اوّل تو تم ان جھگڑوں سے بچو اور اگر کبھی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ یہ لڑائی جھگڑے آپس میں ہونے لگیں تو دوسرے مؤمن مل بیٹھیں اور ان کی آپس میں صلح کروائیں۔ دونوں کو قائل کریں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر یوں لڑنا اچھا نہیں ہے۔ کیوں اللہ تعالیٰ کے نافرمان بنتے ہو۔ آپس میں ایک

دوسرے کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک دوسرے سے بدلے لینے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ اگر وہ اس کو سمجھانے سے باز آجائیں اور صلح اور صفائی سے کسی فیصلے پر پہنچ جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر جو فیصلہ نہیں مانتا اس کو پھر فرمایا کہ سزا دو۔ اس کو معاشرے میں کوئی مقام نہ دو، اس کے ہمدرد نہ بنو۔"

(خطبہ جمعہ 17/ستمبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مؤمن بھائی بھائی ہیں۔ ان کو معاشرے میں صلح وصفائی سے رہنا چاہئے اور اگر کبھی رنجش پیدا ہو بھی جائے تو صلح کروانے کے طریق کو اختیار کرو، تمام معاشرہ، ہر فرد جماعت ایک دوسرے کے حق کی حفاظت کرے اور اس کو حق دلوائے۔ لیکن افسوس کہ بعض ایسے فتنہ پرداز بھی ہوتے ہیں کہ باتوں کا مزا لینے کے لئے آپس میں دو اشخاص کو لڑوا دیتے ہیں محض یہ مزا لینے کے لیے کہ دیکھیں یہ کس طرح لڑتے ہیں۔ اگر ایک سے دوسرے کے خلاف کوئی بات سنیں گے تو پھر اور اس کو مرچ مصالحہ لگا کر دوسرے کو بتاتے ہیں۔ تو ایسے لوگ فتنہ پرداز تو ہیں ہی لیکن ساتھ جھوٹے بھی ہیں اس لئے ہمیشہ معاشرے کی اصلاح کے لئے ایک دوسرے کی نیک باتوں کو ایک دوسرے تک پہنچانا چاہئے۔ آپس کے لڑائی جھگڑے اور ناراضگیاں سالہا سال تک چلتی ہیں۔ لیکن ایک مؤمن کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو صلح کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

حضرت ابوایوب انصاری کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ کسی شخص کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے ملنا جلنا چھوڑے رکھے اور صورت یہ ہو کہ (جب وہ کہیں ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو یہ اپنا منہ ادھر کو پھیر لے اور وہ اپنا منہ دوسری طرف پھیر لے (یعنی دونوں ہی ایک دوسرے سے سلام وکلام اور ملاقات سے احتراز کریں) اور ان دونوں میں بہتر شخص وہ ہے جو (خفگی کو دور کرنے کے لئے اور بحالی تعلقات کی خاطر) سلام میں پہل کرے۔"

(بخاری ومسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں ہے۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

فرمایا کہ:

"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسے اپنے نفس سے کرتے ہو اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جائے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 69 الحکم 10 ستمبر 1906)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس ہمیں چاہئے کہ ہم سب ان نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔ یہ جھگڑے، لڑائیاں اور فساد انفرادی ہوں، گروہی ہوں یا ملکی ہوں، ان کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ خدا کے سوا اس دنیا کی مادی چیزوں کو خدا بنایا ہوا ہے پس آج ہر احمدی کو یہ بھی کوشش کرنی چاہئے، یہ بھی عہد کرنا چاہئے کہ دنیا میں صلح کاری کی بنیاد ڈالنے کے لئے آپس میں صلح کو رواج دینے کے لئے ان دنیاوی خداؤں کو بھی توڑنا ہوگا اور اس میں ہماری بقا ہے، اسی میں ہماری زندگی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں دعا سکھائی ہے۔ اس کا مَیں پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ ہدایت کے بعد ہمارے دل کہیں ٹیڑھے نہ ہو جائیں۔ یہ دعا کرتے رہنا چاہئے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔ پس اللہ سے فضل مانگتے رہیں۔ اس سے رحم مانگتے رہیں۔ اس کے حکموں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔"

(خطبہ جمعہ 17/ستمبر 2004ء)

بُرائی سے روکنا

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (آل عمران:115)

یعنی وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یومِ آخر پر اور اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی ہیں وہ جو صالحین میں سے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچتے رہنا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ایسی جگہوں پر بیٹھنے کے سوا چارہ کار نہیں کیونکہ ہم بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تمہارا راستوں میں بیٹھنا ضروری ہے تو راستے کا حق ادا کر دیا کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نظریں نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کا (راستہ سے) ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا حکم دینا اور بُری باتوں سے منع کرنا۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستئذان)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی آزمائش اس کے اہل و عیال، اس کے مال اور اس کے پڑوس (کے معاملات) میں ہے جس کا ازالہ نماز، خیرات و صدقات، (دوسروں کو) اچھی بات کا حکم دینے اور بُری بات سے روکنے میں مضمر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب)

ایک اور بہت مشہور حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو کسی بُرائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ روک سکے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم اس بُرائی کو) اپنے دل میں بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان)

سامعین! معاشرتی بُرائیوں جیسا کہ چوری، جھوٹ، زنا، بد دیانتی، بد ظنی، حسد کرنا، لغو باتیں کرنا وغیرہ کو روکنا ایک مؤمن کی نہ صرف انفرادی کوشش ہونی چاہیے بلکہ تمام مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری بھی ہے۔ خاکسار نے جو آخری حدیث بیان کی ہے اُس میں بُرائی کو روکنے کے تین درجے بیان کیے گئے ہیں۔ نمبر ایک ہاتھ سے یعنی طاقت سے جس میں وہ لوگ شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے طاقت و اقتدار سے نوازا ہے یعنی بادشاہ و حاکم وغیرہ، چنانچہ طاقت و اقتدار رکھنے والے مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر و اقتدار میں سختی و شدّت کے ساتھ بُرائیوں کی سرکوبی کریں اور بُرائیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ دوسرے نمبر پر زبان سے روکا جائے۔ اِس کا تعلق علماء سے بھی ہو سکتا ہے یعنی یہ اہلِ علم کا فرض ہے کہ وہ جن بُرائیوں کو دیکھیں اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعہ ان کی مذمّت کریں اور عوام کو تلقین و نصیحت کے ذریعہ ان بُرائیوں سے روکیں۔ تیسرا درجہ ہے کہ دل میں اُن کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بُرائیوں سے روکے اور ہدایت کا راستہ دکھائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور امر بالمعروف کرو اور تم ضرور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرو۔ ورنہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے اور عذاب نازل ہونے کے بعد تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

(ترمذی، ابواب الفتن باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر)

اِس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ آنے والی ہر مصیبت سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک مؤمن نیک باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور بُرائیوں سے انہیں روکے۔ کیونکہ اگر بُرے کام سے روکیں گے نہیں تو اس کام کو نہ کرنے کی وجہ سے عذاب بھی نازل ہو سکتا ہے اور پھر دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ یہ نیک کام کرنے کی وجہ سے دعائیں بھی قبول ہوں گی اور تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیک باتوں کے کرنے اور پھیلانے اور اسی طرح بُرائی سے رُکنے اور دوسروں کو روکنے کے بارے میں اس طرح توجہ فرماتے تھے کہ آپ نے نیک کام نہ کرنے والے سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی فرمایا کرتے تھے کہ نیکیاں کرو اور نیکیاں بجا لاؤ۔

سامعین! نیکیاں کرنے اور بُرائیوں سے روکنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"پس زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے۔ اسی طرح امرِ حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے۔ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: 115) مؤمنوں کی شان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت سے ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوّت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نھی عن المنکر

سے کبھی مت روکو۔ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور اندازِ بیان ایسا ہونا چاہئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 281۔282)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اس لئے ہر احمدی کو جو نیکیوں کی تلقین دوسروں کو کرتا ہے خود بھی ان نیکیوں پر عمل کرنا چاہئے۔اور خاص طور پر جن کے سپرد جماعت کی طرف سے یہ کام ہوتا ہے ان کو تو بہت زیادہ محتاط ہونا چاہئے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرتے ہوئے،اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے،اس کا فضل مانگنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

اگر یہ انذار سن کر کسی کو یہ خیال آئے کہ پھر تو بہتر ہے کہ مَیں خاموش رہوں اور کبھی نیکیوں کی تعلیم نہ دوں اور نہ بُری باتوں سے روکوں جب تک کہ مَیں خود اس قابل نہیں ہو جاتا۔اگر یہ خیال آئے گا تو انسان اپنی اصلاح سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔اس لئے یہ تعلیم دینا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔پس ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیکیوں کی تعلیم بھی دے اور ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرتا رہے،اپنا جائزہ بھی لیتا رہے کہ میری اصلاح ہو رہی ہے کہ نہیں۔یہ انتہائی ضروری امر ہے۔"

(خطبہ جمعہ 6/مئی 2005ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق دے۔آمین

(بتعاون:مسز عائشہ چوہدری۔جرمنی)

✡✡✡✡